27

M-1971/1

DATA ENTERED

مومن دہلوی

ایک تحقیقی مقالہ جسے پی - ایچ ڈی کی
سند کے لئے پنجاب یونیورسٹی کو
پیش کیا گیا۔

ناظر حسن زیدی
گورنمنٹ کالج ۔ سیالکوٹ

ناظر حسن زیدی

1972

ARABIC SECTION
PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

فہرست

پہلا باب

مومن کا عہد

پیش لفظ ـ الف
انگریزی اقتدار ـ ۲۰
دہلی کالج ۲۹
دلی مومن کے عہد میں ۶۳
ذوق شعر کے مشاعروں کے نقشے ۷۲
لال قلعہ ۹۶
زوال آمادہ انداز فکر ۱۱۳

اٹھارویں صدی کا سیاسی انتشار صفحہ ۱
علمی تحریکیں ـ فورٹ ولیم کالج ۲۵
ترقی علوم کی دیگر کوششیں ـ سماجی اور مذہبی تحریکیں ۴۳
اہل دہلی کے مشاغل و تفریحات ۶۹
دہلی کے مختلف باکمال ۹۲ ـ اسلامی انداز معاشرت ۹۳
قلعہ والوں کی معاشرت اور اس کا اہل ہند پر اثر ۱۰۷

دوسرا باب

مومن کے حالات زندگی

آبا و اجداد ۱۱۵
تعلیم و تربیت ۱۱۹
مومن کے مشاغل و فنون
رمل نجوم [illegible]
شاعری ۱۳۱
مومن کی شخصیت، حلیہ ۱۳۵
مجلسی زندگی اور مزاجی خصوصیات یعنی خودداری
نازک مزاجی استغناء پندار کمال ۱۸۲
اولاد ۲۱۲
اعزہ کے حالات ۲۱۰
معاش ۲۳۳
سیاسی رجحان ۲۴۳

خاندان و نسل ۱۱۶
اکبرآبادی مسجد (شاہ عبدالقادر) کا متداول نصاب ۱۲۲
موسیقی ـ سادہ کاری (زرگری) آتشبازی
عملیات ۱۲۲
رنگین مزاجی اور حیات معاشقہ ۱۵۵
خانگی زندگی اور شادیاں ۲۰۸
شجرہ نسب ۲۱۸
احباب ۲۲۳
مذہب اور عقائد ۲۳۸
سفر ۲۴۹
وفات ۲۵۳

تیسرا باب

مومن کی شاعری

مومن کے مرتبے کا تعین ۲۵۸
کلام کا انداز ۲۷۵

خصوصیات شاعری یعنی تغزل کا رچاؤ	۲۸۳	انفرادیت یا شخصی آہنگ	۲۹۶
تہ داری یعنی آفرینش	۳۰۲	معاملہ بندی	۳۱۹
ندرت اسلوب	۳۳۳	طنز	۳۶۲
سہل ممتنع	۳۶۷	نقاشی وصف	۳۷۲
مکر شاعرانہ	۳۷۳	محاکات نگاری	۳۷۵
نزاکت تخیل	۳۷۸	ندرت تشبیہ	۳۹۶
محاورہ	۳۹۹	اصطلاحات علوم اور اسلامی روایات	۴۰۲
صنائع و بدائع	۴۰۵	دیگر اصناف شعر یعنی قصیدہ مثنوی وغیرہ	۴۱۲ تا ۴۲۹
تاریخ گوئی	۴۵۰	عیوب شعری	۴۶۱
تصانیف مومن	۴۶۲		

چوتھا باب

مومن کی روایت

مومن کے فن کے ماخذ یعنی عربی فارسی اور اردو کے اساتذہ و ~~[illegible]~~ جن سے وہ متاثر ہیں	۴۷۳		۴۷۸
مومن کا مخصوص فن	۴۷۹	مومن کے شاگردوں کی ہم مزاجی و اتحاد فنون	۴۸۰
شاگردان مومن آشفتہ ـ اکبر ـ آہی برق ـ بیتاب ـ تسکین ـ سالک سجھو ـ شورش ـ شیفتہ ـ صاحب عظمت ـ قلق ـ نسیم ـ ناظم وغیرہ وغیرہ		دیگر تلامذہ تتمہ یعنی غزل کا مستقبل	۵۰۲
فہرست ماخذ			

– – – – –

پیش لفظ

مشرق کے باکمال جہان اور باتون مین بد نصیب واقع ہوئے ہین وہان اس معاملے مین بھی کم قسمت ہین کہ ان کے حالات زندگی پورے طور پر معلوم نہین ہوسکتے ـ عرب اور ایران کے شعراء کو دیکھئے ـ تذکرون مین دس دس بارہ بارہ صفحے ان کے کلام کے لئے مخصوص ہین مگر حالات زندگی دو چار سطرون سے زیادہ نہین ملتے ـ یہی کیفیت اردو کے شاعرون کی ہے ـ نکات الشعراء تذکرۂ میر حسن تذکرۂ ہندی گویان (مصحفی) تذکرۂ علی حسین گردیزی مخزن نکات (قائم) چمنستان شعراء (شفیق اورنگ آبادی) گلشن بیخار[1] سب کا یہی انداز ہے کہ نامور اساتذہ کا نام لکھنے سے پہلے دو چار سطرین ان کے القاب و مناقب مین صرف کردیتے ہین ـ لیکن ذاتی حالات تو کیا اکثر شاعر کی ولدیت تک درج نہین کرتے ـ سرسید احمد خان سے زیادہ واقعیت نگار کوئی کیا ہوگا تاہم اس معاملے مین ان کا بھی یہ عالم ہے کہ دلی کے باکمالون کا حال لکھتے ہوئے نثر مین شاعرانہ رنگین بیانی تو خوب کرتے ہین لیکن کوئی لفظ ایسا نہین لکھتے[2] جو ان کے حالات زندگی کی طرف اشارہ کرتا ہو ـ حالانکہ

(۱) شیفتہ نے غالب اور مومن کے بیان مین نصف صفحہ محض القاب و صفات سے بھردیا ہے مگر حالات سے قطعی اعراض کیا ہے ـ دیکھئے گلشن بیخار ص ۱۲۱ و ۱۹۵

(۲) آثار الصنادید ص ۱۳۸ نیز ص ۱۲۹ تذکرۂ غالب و مومن ـ سرسید ان بزرگون کے مناقب مین دس دس سطرین لکھ کر بھی سیر نہین ہوتے ـ یہی کیفیت صدر الدین آزردہ کے ذکر مین ہے جن کی تعریف ایک صفحے مین کرنے کے بعد نام لینے سے پہلے ع ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب کی آرزو ظاہر کرتے اور پھر ان کا نام زیب قرطاس کرتے ہین ـ

انهی سید احمد خان کے تحقیق وتجسس کا یه عالم هے که اندر پرستھ اور قلعۂ کهنه کی سنسان ویران عمارتون پر رسّون کے ذریعے چڑھ چڑھ کر ان کے عربی وفارسی کتبے نقل کرتے اور صنادید هند کی ٹوٹی پھوٹی یادگارون کے نقشے تیار کرائے هین — اب اسے مشرق کے ارباب کمال کی بدنصیبی کے سوا اور کیا کهئے اور اس معاملے مین سرسید احمد خان کو کیون قصوروار ٹھهرائیے — ~~سرسید احمد خان~~ اس کے برعکس دیار مغرب کے باکمالون کو دیکھئے جن کی زندگی کے واقعات اس تفصیل سے قلمبند کیے گئے هین که بعض کے حالات کتنی کتنی مجلدات مین سمائے هین —

اردو شعراء کے تذکرہ نگارون مین چند اشخاص البته ایسے هین جنهون نے اس مجرمانه غفلت کی ایک حد تک تلافی کی هے — ان مین ایک حکیم قدرت الله خان قاسم هین جو اپنے تذکرہ مجموعۂ نغز مین اپنے معاصرون کے تھوڑے بهت حالات قلمبند کر گئے هین — دوسرے محمد حسین آزاد که انهین جو معلومات گذشته اور موجودہ شاعرون کے متعلق کتابون یا روایتون سے ملین انهین آب حیات مین درج کردیا اگرچه همارے پرانے تذکرہ نگارون کی طرح انهون نے بهی تحقیق وتفتیش کے معاملے مین سهل انگاری سے کام لیا مگر ان کی یه خدمت کچھ کم نهین که جس ادیب کے جتنے حالات معتبر یا نامعتبر انهین ملے وہ انهون نے هم تک پهنچا دیے — ان مین پرانے تذکرون کی حکایات راویون کی روایتین، پرانے بڈھون کی داستانین، معاصرون کی اطلاعات دوستون اور شاگردون کی معلومات سبهی کچھ شامل هے — ان کی یه امانت همارے لئے غنیمت هے — تحقیق کی روشنی رفته رفته غلط اور صحیح معتبر اور غیر معتبر مین امتیاز کر رهی هے —

باین همه مومن کے متعلق همین جو کچھ معلوم هے وہ قابل افسوس حد تک کم هے — مجموعۂ نغز اور گلشن هند مین مومن کا نام شامل نه هوسکا کیونکه یه تذکرے کافی پهلے کی تصنیف هین — آزاد البته

مومن کے دیکھنے والے تھے مگر انھون نے اپنا تذکرہ اس وقت لکھا جب مومن خاک کا پیوند ہو چکے تھے اور ۱۸۵۷ء کے ہنگامے نے پرانے خاندانون کا شیرازہ اس طرح بکھیر دیا تھا کہ دوست احباب اعزہ اقربا کوئی کہین کوئی کہین ایک دوسرے سے جدا ہوکر بڑی حد تک حالات سے بے خبر ہوچکے تھے ۔آزاد کو جو حالات معلوم ہوئے وہ انھون نے معذرت(۱) کے ساتھ آب حیات کے دوسرے ایڈیشن مین شامل کردیے ۔اس سلسلے مین بھی آزاد کا شکریہ واجب ہے ورنہ مومن کے عزیز شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ نے اپنے تذکرہ گلشن بیخار(۲) (تالیف ۱۲۵۰ھ) مین ان کے ذاتی حالات سے قطعی اعراض کیا ہے ۔ان کے بیس سال بعد مرزا قادر بخش صابر نے اپنے تذکرہ گلستان سخن (تالیف ۱۲۷۱ھ) مین بھی اسی غفلت کا مظاہرہ(۳) کیا ۔ حالانکہ یہ دونون حضرات معاصر ہونے کے سبب مومن کے متعلق بہت کچھ لکھ سکتے تھے ۔ان دونون کو مومن سے عقیدت بھی تھی مگر افسوس کہ اس دور مین شاعر اور تذکرہ نگار دونون ذاتی حالات کو اہمیت دینے کے بجائے اخفا کا میلان زیادہ رکھتے تھے ۔خود نمائی سے یہ لوگ اتنا اجتناب کرتے تھے کہ گفتنی کو درج گزٹ کرانا باعث عار سمجھا جاتا تھا ۔

مومن کے انتقال (۱۸۵۲ء) سے نصف صدی بعد تک کسی شخص کو ان کی تصویر چھاپنے یا حالات شائع کرنے کی فکر نہ ہوئی(۴) ۔ ۱۹۲۷ء مین رسالۂ اردو (دکن) مین مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی

---

(۱) آبحیات ص ۴۱۱

(۲) گلشن بیخار ص ۱۹۵

(۳) گلستان سخن ص ۲۹۸ ۔ اپنون کا یہ حال تھا تو غیرون کی شکایت کس زبان سے کرسکتے ہین ۔ گلشن بیخار کے جواب مین نظیر اکبرآبادی کے شاگرد قطب الدین باطن نے اپنا تذکرہ گلستان بے خزان لکھا اور شیفتہ کے ساتھ مومن کا بھی خاکہ اڑایا ۔

(۴) مولانا ابوالخیر برادر مولانا ابوالاعلی مودودی کا بیان ہے کہ میرے نانا مرزا شمشاد علی بیگ رضوان برادر مرزا قربان علی بیگ سالک حکیم مومن خان کے شاگرد رشید تھے ۔رضوان کے مختلف نوشتون سے جو حیدرآباد دکن کے ہنگامۂ ۱۹۲۸ء مین تلف ہوگئے انھین معلوم ہوا کہ حافظ عبدالرحمن خان احسان کے بیٹے عبدالحکیم عیسی خان نے ۱۸۷۰ء مین مومن کا تذکرۂ عندلیب چمن کے نام سے طبع کیا تھا جو اب نایاب ہے ۔

نے مومن کی تصویر شائع کی اور کچھ حالات تحریر کیے ـ ۱۹۲۸ء مین نیاز فتحپوری نے نگار کا مومن نمبر نکالا(۲) اور کسی قدر حالات فراہم کیے ـ اگلے سال ضمیرالدین احمد عرش گیاوی نے دلی کی خاک چھان کر اور بچے کھچے بوڑھون سے نیز مومن کے اخلاف سے مل کر حیات مومن لکھی اور جو کچھ معلومات مہیا ہوئین انھین اہل ذوق کے سامنے پیش کردیا ـ

۱۹۴۷ء تک مومن کے اکثر اخلاف کوچۂ چیلان دہلی مین مقیم تھے ـ اس ہنگامے مین سب وہان سے نکلے ـ پاکستان آکر کچھ اشخاص لاہور مین اور کچھ کراچی مین آباد ہوگئے ـ ان مین مومن کے سوتیلے نواسے عبدالحی (ابن عبدالغنی) اور مومن کی حقیقی پرنواسی اخترالنساء بیگم صاحبہ کراچی مین مقیم ہین ـ عبدالحی صاحب عالم ضعیفی مین حیات مستعار کے باقی دن پورے کر رہے ہین ـ انتہائے ضعف پیری نے نامہ وپیام اور مراسلت بلکہ گفتگو سے بھی کنارہ کش کردیا ہے ـ میرے اندازے کے مطابق ان کی عمر نوے سال سے متجاوز ہوچکی ہے ـ مومن کے بیٹے محمد نصیر تھے ـ ان کے دختری اخلاف مین خدیجہ بیگم دل آرا بانو (اہلیہ حسین نظامی صاحب ابن مولینا حسن نظامی مرحوم) ہین جو کراچی مین رہتی ہین ـ عجب اتفاق ہے کہ مومن کا سلسلہ نرینہ اولاد سے چلنے کے بجائے دختری اخلاف سے قائم ہوا ہے ـ

دہلی کے رہے سہے بوڑھون مین جن سے مین اس سلسلے مین ملا پنڈت ترہمون ناتھ زار اور حکیم اشتیاق حسین شوق ہین ـ ان صاحبان سے اگست ۱۹۵۷ء مین دہلی مین ملاقات ہوئی ـ اول الذکر سے مومن کے متعلق کچھ معلوم نہ ہوسکا ـ البتہ جناب شوق نے اپنے نانا راقم الدولہ ظہیر دہلوی کی

---

(۱) حیات مومن ص ۱۷

(۲) نگار کا یہ نمبر معروف ہے ـ مومن کے پرستارون نے محبت کے غلو مین انھین غالب سے بلکہ تمام شاعرون سے بڑھانا چاہا ـ اس افراط وتفریط سے جہان مومن کو کچھ فائدہ پہنچا وہان یہ نقصان بھی ہوا کہ ان کا کلام صحیح تنقید سے محروم رہا ـ کلام کے حقیقی اوصاف بیان کرنے کے بجائے مداحون نے دور از کار باتین زیادہ لکھین ـ

زبانی بعض باتین بیان کین جو اس مقالے مین حسب موقع درج کی گئی هین — مومن کے بعض غیرمعروف واقعات و حالات مولانا ابوالخیر صاحب سے بھی معلوم هوئے جو مولانا ابوالاعلی مودودی کے بھائی هین اور مرزا شمشاد علی بیگ رضوان کے نواسے هین — رضوان مرزا قربان علی بیگ سالک کے حقیقی بھائی اور مومن کے شاگرد تھے — عرب سرائے سوسائٹی اس دور کا ایک ماهنامه تھا — رضوان نے ۱۸۷۲ء مین مذکورہ مجلے کی چار مختلف اشاعتون مین مومن کے ذاتی حالات قلمبند کئے تھے — یه مجله باوجود کوشش کے نه مل سکا —

یه مسلّم هے که شخصیت کی تشکیل مین ماحول اور حالات زمانه دو زبردست عوامل هین — کسی شخص کے حالات کی جستجو کرنے مین اس کے ماحول اور عهد کا مطالعه اسی لئے ناگزیر هے — مومن کے دادا حکیم نامدار خان شاہ عالم ثانی کے آغاز حکومت مین وارد دهلی هوئے — اس وقت مغلون کا یه عظیم الشان دارالحکومت مختلف ملکی و غیر ملکی غارت گرون کے هاتھ سے تاراج هوچکا تھا — قلعۂ معلّی بھی بقول آزاد ایک ٹوٹی پھوٹی درگاہ کی حیثیت رکھتا تھا — تاهم یه وہ وقت تھا که تباهی کا سیلاب اپنے عروج تک پهنچنے کے بعد ایک معین سطح پر قائم هوچکا تھا — اس سے پهلے کی نصف صدی اضطراب و تلاطم کا انتهائی پرآشوب دور تھی جس مین امراء کی امارت شریفون کی شرافت اور اهل حرفه کا کاروبار تباہ هوتے رهے تھے — ظاهر هے که جب حکیم نامدار خان دهلی مین وارد هوئے هون گے تو انهون نے ان تمام حالات کا جائزہ لیا هوگا — حکیم موصوف درباری طبیب هونے کی حیثیت سے شاهی منصب دار تھے — ان کے گھر مین اس دور کے سیاسی حالات پر ضرور گفتگو هوتی هوگی — وہ اور ان کے اهل و عیال اس فلاکت سے بھی آشنا هون گے جو تقریبا اسّی سال سے ملک کو تباہ کر رهی تھی اور جس کے اثرات ملک مین بالعموم لیکن دارالحکومت مین بالخصوص محسوس کئے جاتے تھے — مومن اسی ماحول مین ۱۸۰۰ء مین پیدا هوئے — سنّ شعور تک پهنچتے پهنچتے وہ ان تمام حالات سے بخوبی واقف هوچکے

تھے ۔ امراء کی خواری شرفاء کی کس مپرسی نیز عام معاشی انحطاط کی داستانین وہ ہر روز سنتے ہونگے انھون نے اپنی آنکھ سے شاہجہان آباد کی وہ فلک بوس عمارتین بھی دیکھی ہون گی جو کسی زمانے مین امراء کے جاہ وجلال کا مرکز تھین مگر نادرشاہ، احمد شاہ ابدالیؒ اور مرہٹون کے حملون مین تباہ ہوگئین

مومن کے حسّاس دماغ پر ان تمام واقعات کا نقش بچپن مین قائم ہوچکا تھا اور جس طرح میر نے ذکر میر مین دہلی کی تباہی کا تذکرہ کیا ہے مومن نے بھی مختلف مواقع پر بالخصوص "یاد ایام عشرت فانی" والے قصیدے مین اس تباہی کا نقشہ کھینچا ہے جو انھون نے بچپن مین بہ چشم خود دیکھی تھی ۔ راقم نے مومن کے ذاتی حالات کا پس منظر مہیا کرنے کے لئے مقالہ ھذا کے باب اول مین اس دور فلاکت کی تفاصیل پیش کی ہین جن کا نقش شاعر کے ذہن پر بیٹھا ہوا تھا ۔ باب اول ہی مین انیسوین صدی کے ربع اول کے وہ حالات بھی درج کئے ہین جب دہلی ملکی و غیرملکی غارت گرون کے ہاتھ سے نجات پاکر انگریزی اقتدار کے زیراثر آگئی تھی ۔ انگریز ایک بیرونی طاقت تھے تاہم ایک صدی پہلے کے حوادث پرآشوب حالات کے بالمقابل ان کی حکومت امن و امان کی علمبردار تھی ۔ دہلی نے ایک صدی کے خلفشار اور خانہ جنگی سے آزاد ہوکر ذرا اطمینان کا سانس لیا تھا ۔ لوگ نسبتاً پرسکون حالات پاکر اپنے اپنے مشاغل مین لگ گئے تھے ۔ مومن کی جوانی اسی دور مین بسر ہوئی ۔ اگرچہ ان کا خاندان شاہی جاگیر و منصب سے محروم ہوکر معاشی اعتبار سے نقصان مین تھا تاہم رنگین مزاج شاعر کی جوانی نے اس پرسکون عہد مین اپنے تمام شوق جی بھر کر پورے کئے جس کا اشارہ نواب مصطفی خان شیفتہ[1] رام بابو سکسینہ[2] اور کریم الدین[3] نے اپنے تذکرون مین کیا ہے ۔ اس دور کا خاکہ تیار کرنے مین معاصرانہ تصانیف سے مکمل

---

(۱) گلشن بیخار ص ۱۹۶
(۲) تاریخ ادب اردو مترجم ص ۳۵۶
(۳) طبقات الشعراء ص ۲۲۳

مدد لی گئی ہے اور مومن کے حالات جستہ جستہ جو کچھ فراہم ہوئے مقالے کے دوسرے باب میں درج کردیے گئے ہیں — باب اول میں ان تمام مشاغل و تفریحات کا بیان بھی کیا گیا ہے جو انیسویں صدی میں اہل دہلی کا معمول تھیں جن سے مومن کی شخصیت کی تعمیر ہوئی اور جن کا اثر ان کی شاعری اور انداز کلام پر پڑا —

ان تمام ذرائع سے جو کچھ معلوم ہوسکا اس کا بیشتر حصہ اس مقالے کے دوسرے باب میں پیش کیا گیا ہے —

مجھے احساس ہے کہ میری تمام مساعی کے باوجود مومن کے حالات بڑی حد تک گمنامی کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں — ہمیں ان کی معاش اخراجات خانگی حالات اور حیات معاشقہ کے متعلق بہت کم معلومات مل سکی ہیں — ممکن ہے کہ دور زمانہ کی نامحسوس گردش اخفا کے اس پردے کو ہٹا دے اور کوئی باخبر شخص اپنے بہتر ذرائع سے مومن کی نجی زندگی کو منظر عام پر لاسکے —— وہی زندگی جس کا بچپن کوچۂ چیلان کے مدرسے میں گزرا جس کی جوانی دلی کے ان کوچوں میں بسر ہوئی جو اپنی حسن خیزی کی بدولت 'اوراق مصور' کہلاتے تھے اور جس کی کہولت حویلی مومن خان کے دالان[(1)] میں شطرنج رمل اور شاعری کے مشغلوں میں ختم ہوگئی —

---

(۱) ستمبر ۱۹۵۷ء میں راقم الحروف نے کوچۂ چیلان جاکر مومن کا آبائی مسکن دیکھنا چاہا — یہ حویلی کسی زمانے میں ایک وسیع احاطے اور متعدد مکانات پر مشتمل ہوگی — انقلاب روزگار کے بیرحم ہاتھ نے اسے توڑ کر پست و نابود کردیا — ۱۸۵۷ء میں کوچۂ چیلان کے اکثر ذی وجاہت اشخاص انگریزوں کے خون آشام جذبۂ انتقام کا نشانہ بنے اور بیشتر عمارات اصلاح و تعمیر شہر کے نام پر ڈھائی گئیں — اس وقت سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے — اب کوچۂ چیلان میں ایک مکان کی دیوار پر کارپوریشن والا حویلی مومن خان کا بورڈ لگا ہوا ہے — ظاہر ہے کہ یہ مکان اصلی حویلی کا ایک حقیر سا حصہ ہے جسے مومن کے آبائی مسکن کی یادگار سمجھ سکتے ہیں —

یہ عجیب افسوس ناک اتفاق ہے کہ تمام معاصر تذکرے (گلستان سخن، گلستان بےخزاں تذکرہ صدر الدین آزردہ، تذکرہ بےجگر، عمدہ منتخبہ وغیرہ) مومن کے ذاتی حالات سے خالی ہیں سبھوں میں چند تنقیدی بلکہ تعریفی جملے ہیں اور بس — مومن کے حالات اور ادبی آثار کی جستجو میں خدا بخش لائبریری انڈیا آفس لائبریری اور کتب خانہ برٹش میوزیم کی فہرستوں سے رجوع کیا لیکن ان گرانبہا خزانوں میں مومن کے متعلق کوئی نئی چیز نہ ملی — الور اور ٹونک کے کتب خانوں میں مومن کے چند خطوط اور چند غزلوں کا سراغ ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی کو ملا تھا مگر ان کی پیہم کوشش کے باوجود ان کی رسائی ان چیزوں تک نہ ہوسکی — دس گیارہ سال پہلے مولانا غلام رسول مہر نے بھی یہ کوشش کی مگر ہنگامۂ ۱۹۴۷ء نے ان تمام چیزوں کو اس طرح تلف کر دیا کہ ان کا نشان تک نہ مل سکا — نئی دہلی کے نیشنل آرکائیز (National Archives) اور لائبریریوں میں پچھلی صدی کے جو اخبار نظر سے گزرے ان کی اشاعتوں میں مومن کی تاریخہائے وفات اور تعزیت اور تعریف کے چند جملے دیکھے جن سے مومن کے ذاتی حالات پر کوئی روشنی نہیں پڑتی — لاہور کے آثار قومی (واقع مقبرۂ انارکلی) میں سید احمد صاحب شہید کے متعلق کپتان ولڈ وغیرہ کے مراسلات دیکھے جن کے مندرجات مقالہ ہذا کے باب اول میں نقل ہوئے ہیں لیکن ان سے مومن کے ذاتی حالات کا کچھ تعلق نہیں — رضا لائبریری رامپور میں دیوان مومن کے دو قلمی نسخے موجود ہیں جن میں سے ایک ۱۸۵۹ء کا مکتوبہ ہے ان میں مومن کی پانچ غزلیں ایسی درج ہیں جو نسخۂ نول کشور میں نہیں ہیں ان کی تفصیل مومن کی تصانیف کے سلسلہ بیان کی گئی ہے —

بعض علم پرور حضرات کو مومن سے خصوصی دلچسپی ہے اور ابھی بقید حیات ہین ان مین قاضی عبدالودود صاحب ، تمکین کاظمی ، مولانا امتیازعلی عرشی ، ضیا احمد صاحب بدایونی ، مختارالدین احمد آرزو اور مالک رام کے اسمائے گرامی ممتاز ہین — مین نے ان حضرات مین سے بعض سے بالمشافہہ گفتگو کر کے اور بعض سے خط و کتابت کر کے استفادہ کیا ہے جس کا شکریہ مجھ پر واجب ہے — بعض صاحبان کو خطوط لکھے لیکن انھون نے جواب سے دریغ کیا — مومن کے اخلاف کے علاوہ جو کراچی اور لاہور مین مقیم ہین مولانا غلام رسول مہر اور مولانا ابوالخیر (برادر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی) قدیم روایتون اور سرمایون کے امین ہین — ان حضرات سے مومن کے متعلق اکثر گفتگو ہوتی ہے — ان کی بیان کردہ روایات اس مقالے کی زینت ہین اور میرے نزدیک ان کی زبانی روایات بعض صاحبان کی تحریری روایات پر ترجیح رکھتی ہین — کلب علی خان صاحب فائق رامپوری نے بھی کافی توجہ سے مومن کے حالات فراہم کئے ہین اور ان سے خط وکتابت کر کے مختلف فیہ امور مین راقم نے ان سے مشورہ کیا ہے — فائق رامپوری اور تمکین کاظمی دونون کو مومن سے انتہائی دلچسپی ہے اور دونوں نے مومن پر کتابین لکھی ہین — تمکین کاظمی کی کتاب اگرچہ مکمل ہے لیکن وہ چند سیاسی وجوہ سے ابھی ایک سال اسے طبع نہ کرا سکین گے [1] فائق کی کتاب عنقریب مجلس ترقی ادب لاہور سے شایع ہونے والی ہے — مجھے ان دونون کتابون سے استفادہ کرنے کا موقع نہ ملا — استاد محترم سید وقار عظیم صاحب نے اس مقالے مین ہر ہر قدم پر میری رہنمائی کی ہے اور ان کی شفقت نے اکثر اشکالات رفع کر کے مجھے تحقیق اور کاوش کا راستہ دکھایا ہے —

۱ے افسوس کہ یکم جون ۶۱ء کو موصوف کا انتقال ہوگیا — اب معلوم نہین کہ ان کے اخلاف اس کتاب کو کب طبع کرا سکین گے —